47643 ـ كيا ايك دن كى اقامت والا مسافر جمع اور قصر كرے گا؟

سوال

ميں اپنے والد كے ساتھ سفر پر گيا اور ايك دن رہنے كے بعد واپس آگئے كيا اس دن ہم نمازيں جمع اور قصر كر كے ادا كريں يا كہ جمع نہيں بلكہ قصر كرينگے ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

اہل علم رحمہم اللہ قصر كرنے كى مدت ميں اختلاف ہے اگر محدود مدت كا قيام ہو تو قصر وگرنہ نماز پورى ادا كرنا ہو گى اس ميں بہت سے اقوال ہيں: مذاہب اربعہ كے مطابق اگر مسافر كى مدت اقامت تين يوم ہو تو وہ سفر كى رخصت پر عمل كر سكتا ہے.

ابن رشد رحمہ اللہ تعالى كہتے ہيں:

اور ان كا اس مدت اقامت ميں اختلاف جس ميں مسافر نماز قصر كر سكتا ہے بہت زيادہ ہے، اس ميں ابو عمر يعنى ابن عبد البر رحمہ اللہ نے تقريبا گيارہ اقوال بيان كيے ہيں، ليكن ان ميں سے مشہور وہ ہيں جن پر فقھاء امصار ہيں اور اس ميں ان فقھاء كے تين اقوال ہيں:

پہلا قول:

امام مالك اور اماما شافعى رحمہ اللہ كا مسلك يہ ہے كہ اگر مسافر چار يوم كے قيام كا عزم كرے تو وہ نماز پورى ادا كرے گا.

دوسرا قول:

امام ابو حنيفہ اور سفيان ثورى رحمہ اللہ كا مسلك يہ ہے كہ جب وہ پندرہ يوم كى اقامت كا ارادہ ركھے تو نماز پورى ادا كرے گا.

تیسرا قول:

امام احمد اور داود رحمہما اللہ کا مسلك یہ ہے کہ اگر وہ چار یوم سے زیادہ اقامت کا ارادہ کرے تو نماز پوری ادا کرے گا.

اس میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ: شرع اس معاملہ میں ساکت ہے، اور تحدید پر قیاس سب کے ہاں ضعیف ہے، اسی لیے یہ سب اس پر مائل ہیں کہ انہوں نے اپنے مذہب کے لیے ان احوال سے استدلال کیا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں کہ آپ نے اس مدت قیام میں نماز قصر کی، یا پھر اسے مسافر کا حکم بنایا.

دیکھیں: بدایۃ المجتھد (1 / 122 ـ 123).

اس بنا پر صورت مسئولہ میں ایك روز مدت قیام میں نماز قصر کرنے کے متعلق آئمہ کرام کا کوئی اختلاف نہیں.

دوم:

رہا نمازیں جمع کرنے کا مسئلہ: اگر تو وہ راستے میں ہے تو اس کے لیے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء جمع کرنا افضل ہے یا تو جمع تقدیم کرے یا پھر جمع تاخیر اسے جس میں آسانی ہو کر سکتا ہے.

اور اگر وہ پڑاؤ ڈال چکا ہے (مثلا جو شخص اپنی منزل پر پہنچ گیا ہو یا پھر کچھ دیر آرام کرنے کے لیے راستے میں اترا ہو) تو اس کے لیے افضل یہ ہے کہ نمازیں جمع نہ کرے، اور اگر جمع کر لے تو اس میں کوئی حرج نہیں کیونکہ دونوں طرح ہی جائز ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے.

شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

قولہ: " فی سفر قصر " قصر کے سفر میں، اس کی کلام کا ظاہر یہ ہے کہ مسافر کے لیے نمازیں جمع کرنی جائز ہیں، چاہے وہ راستے ہیں ہو یا پڑاؤ کر چکا ہو، اور علماء کرام کے ہاں یہ مسئلہ اختلافی ہے.

ان میں سے کچھ کا کہنا ہے کہ: مسافر کے لیے اس وقت نمازیں جمع کرنی جائز ہونگی جب وہ چل رہا ہو، نہ کہ پڑاؤ کی حالت میں ہو.

انہوں نے ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہما کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے کہ:

" نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر میں چل رہے ہوتے تو نمازیں جمع کرتے "

اور اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر منی میں نمازیں جمع نہیں کیں، کیونکہ آپ

پڑاؤ كى حالت ميں تھے، وگرنہ اس ميں تو كوئى شك نہيں كہ آپ صلى اللہ عليہ وسلم سفر ميں تھے؛ اس ليے كہ آپ نماز قصر كر رہے تھے ...

دوسرا قول:

مسافر كے ليے نمازيں جمع كرنى جائز ہيں، چاہے وہ سفر ميں ہو يا پڑاؤ كر چكا ہو.

انہوں درج ذيل امور سے استدلال كيا ہے:

1 - نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے پڑاؤ كى حالت ميں غزوہ تبوك كے موقع پر نمازيں جمع كى تھيں.

2 - صحيحين ميں ابو جحيفہ رضى اللہ تعالى عنہ كى حديث مروى ہے كہ:

" حجۃ الوداع كے موقع پر نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ابطح ميں پڑاؤ كيا، ايك روز آپ سرخ جبہ پہنے ہوئے نكلے اور لوگوں كو ظہر اورعصر كى نماز دو دو ركعت پڑھائى "

ان كا كہنا ہے كہ جديث كا ظاہر بتاتا ہے كہ يہ دونوں نمازيں جمع كى گئى تھيں.

3 - درج ذيل حديث ابن عباس كا عموم:

" نبى كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے ظہر اور عصر اور مغرب اور عشاء كى نمازيں مدينہ ميں بغير كى خوف اور بارش كے جمع كيں "

4 - جب بارش وغيرہ كے ليے جمع كرنا جائز ہے، تو سفر كى وجہ سے بالاولى جمع كرنا جائز ہے.

5 - مسافر كے ليے ہر نماز وقت ميں ادا كرنے پر مشقت ہے، يا تو تھكاوٹ كى بنا پر يا پھر پانى كى قلت كے باعث يا كسى اور سبب سے.

اور صحيح يہ ہے كہ مسافر كے ليے نمازيں جمع كرنى جائز ہيں، ليكن جو سفر ميں ہے اس كے ليے مستحب اور جو پڑاؤ كر چكا ہے اس كے جائز ہے مستحب نہيں، اگر جمع كرلے تو كوئى حرج نہيں، اور اگر جمع نہ كرے تو يہ افضل ہے.

ديكھيں: الشرح الممتع (4 / 387 - 390).

مزيد تفصيل كے آپ سوال نمبر (50312) كے جواب كا مطالعہ كريں.

والله اعلم .